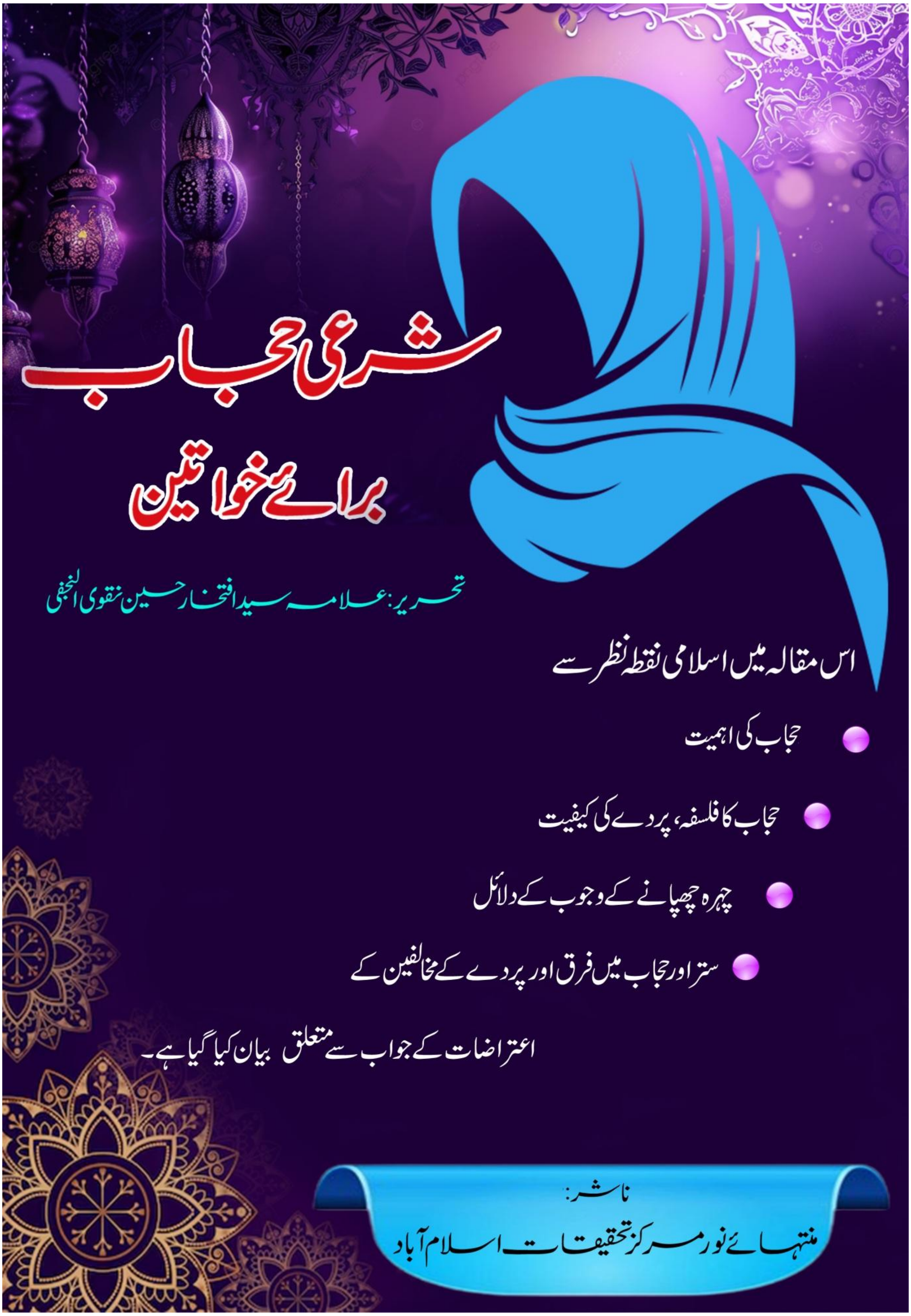
شرعی حجاب
برائے خواتین
تحریر: علامہ سید افتخار حسین نقوی النجفی
اس مقالہ میں اسلامی نقطہ نظر سے
حجاب کی اہمیت
حجاب کا فلسفہ، پردے کی کیفیت
چہرہ چھپانے کے وجوب کے دلائل
ستر اور حجاب میں فرق اور پردے کے مخالفین کے
اعتراضات کے جواب سے متعلق بیان کیا گیا ہے۔
ناشر:
منتہائے نور مرکز تحقیقات اسلام آباد

شرعی حجاب برائے خواتین

تحریر: علامہ سید افتخار حسین نقوی النجفی

سوال نمبر ا۔ پردے کے بنیادی احکام کیا ہیں؟

سوال نمبر ۲۔ چادر، چار دیواری، اختلاط اور غض بصر میں آخری حد کونسی ہے؟

سوال نمبر ۳۔ کیا کسی عورت کا پردہ نہ کرنا گناہ کبیرہ ہے؟

حجاب کے لغوی معنی

حجاب کا لفظ پہناوا اور پردہ دونوں مفہوم میں آیا ہے لیکن بیشتر پردے ہی کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے اس لفظ کو پہناوے کے مفہوم میں اس لیے لیا گیا ہے کہ پردہ پہناوے کا ذریعہ ہے شاید ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ لغت کے اعتبار سے ہر پہناوا حجاب نہیں بلکہ وہ پہناوا حجاب ہے جو چہرے کو ڈھانپ دے حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ نقل کرتے ہوئے قرآن مجید کہتا ہے:

حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ (ص۔ ۳۲)

ترجمہ: "یہاں تک کہ وہ گھوڑے دوڑتے دوڑتے نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔"

قلب و شکم کے درمیان واقع ہونے والے پردے کو بھی حجاب کہتے ہیں۔

امیر المومنین امام علی علیہ السلام نے جناب مالک اشتر رضی اللہ تعالی عنہ کو اصول حکمرانی کے متعلق جو خط لکھا تھا، اس میں لکھا ہے:

فلا تطولنّ احتجابك عن رّعيّتك (نہج البلاغہ)

ترجمہ: "رعایا سے اپنی پوشیدگی کو طولانی نہ کرو۔"

یعنی عام لوگوں کے درمیان رہو اور گھر بیٹھ کر اپنے آپ کو ان سے پوشیدہ نہ رکھو دیکھو حاجب اور دربان تمہیں لوگوں سے جدا نہ کردیں۔

مقدمہ ابن خلدون میں ''فصل فی الحجاب کیف یقع فی الدول و انه یعظم عند الهرم'' کے عنوان سے ایک باب قائم ہے؛ اس باب میں وہ بیان کرتا ہے کہ حکومتیں اپنی تشکیل کے ابتدائی زمانے میں اپنے اور عوام کے درمیان کوئی حجاب یا فاصلہ نہیں رکھتیں لیکن آہستہ آہستہ حکمران اور عوام کے درمیان ایک وسیع پردہ حائل ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں ناخوشگوار صورت رونما ہوتی ہے۔ ابن خلدون نے اس عبارت میں لفظ حجاب پہناوے کے معنی میں نہیں بلکہ پردے کے مفہوم میں استعمال کیا ہے۔

بدن ڈھانکنے کے لیے حجاب کا لفظ نسبتاً ایک جدید اصطلاح ہے۔ پرانے زمانے میں اور خصوصاً فقہا کی اصطلاح میں اس معنی میں ستر کا لفظ استعمال کیا جاتا تھا۔ کتاب الصلٰوۃ، کتاب النکاح اور جہاں کہیں بھی یہ مضمون آیا ہے، فقہا نے ستر کا لفظ استعمال کیا ہے، حجاب کا کہیں بھی نہیں۔

ستر اور حجاب میں فرق

بہتر تو یہ تھا کہ ستر کو حجاب سے بدلا نہ جاتا اور ہم اسے ستر ہی کہتے۔ اس لیے کہ حجاب عام طور پر پردے کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے اور اگر اسے ستر کے مفہوم میں بولا جائے تو وہ عورت کے پس پردہ ہونے کا پتا دیتا ہے یہیں سے لوگوں میں غلط فہمی پیدا ہوئی اور انہوں نے سمجھا کہ اسلام چاہتا ہے کہ عورتیں پس پردہ رہیں اور گھروں سے باہر نہ نکلیں۔ اسلام نے عورتوں کے لیے جس پردہ کو واجب قرار دیا ہے اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ گھروں سے نہ نکلیں۔ اسلام عورتوں کو گھروں میں پابند کرنے کا حامی نہیں ہے۔ عورتوں کو سختی کے ساتھ گھروں میں بند کرنے کی جو رسم قدیم ہندوستان اور ایران میں پائی جاتی تھی، اسلام میں اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔

اسلام میں عورت کا پردہ یہ ہے کہ وہ مردوں کے ساتھ رہن سہن میں اپنے بدن کو ڈھانکے اور اس کی نمائش نہ کریں قرآن مجید کی آیتیں بھی اسی مفہوم پر دلالت کرتی ہیں اور ہمارے فقہا کے فتوے بھی اس امر کی تائید کرتے ہیں، سورہ نور اور سورہ احزاب میں لفظ حجاب کو استعمال کیے بغیر مرد و زن کے روابط اور پردے کا تذکرہ ہے وہ آیت جس میں لفظ حجاب آیا ہے اس کا تعلق پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات سے ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ قرآن مجید میں ازواج رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں خاص احکام وارد ہوئے ہیں جو دوسری مسلمان خواتین کے لیے نہیں۔

حجاب کا فلسفہ

موجودہ زمانے میں بعض لوگوں کو پردے کی بات سخت ناگوار گزرتی ہے، یہ وہی مغرب زدہ لوگ ہیں جو عورتوں کو زمانے کی آزادی کا حصہ سمجھتے ہیں کبھی یہ حجاب کو ماضی کی کہانی قرار دیتے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو اس بے مہار آزادی سے بہت سے مصائب اور مشکلات پیدا ہوئی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ کیا عورتوں سے متعلق یہ آزادی ہونی چاہیے کہ سمع، بصر اور لمس (سوائے جنسی اختلاط کے) کہ سب مرد ان سے فائدہ اٹھائیں اور وہ تمام مردوں کے اختیار میں ہوں یا یہ اعضا ان کے شوہروں کے ساتھ مخصوص ہوں؟ کیا عورتیں ایک ختم نہ ہونے والے مقابلے میں اپنا تن بدن دکھاتی رہیں، شہوات کی تحریک کے کام آتی رہیں اور ناپاک مردوں کی ہوس پرستی میں گرفتار رہیں یا پھر یہ باتیں معاشرے سے ختم ہونی چاہیے اور ان کا تعلق بیوی اور شوہر کی گھریلو زندگی کے ساتھ مخصوص ہو؟

اسلام دوسرے طرز عمل کا حامی ہے اور اسلام کے اس پروگرام پر عمل درآمد کے لیے پردہ ایک اہم عنصر ہے۔ جبکہ اہل مغرب اور مغرب زدہ ہوس باز پہلے طرز عمل کے حامی ہیں۔

اسلام کہتا ہے کہ جنسی لذت سمعی حوالے سے ہو یا بصری حوالے سے یا پھر لمس کے ذریعے۔۔۔سب بیوی اور شوہر کے ساتھ مخصوص ہیں اور اگر اس کے علاوہ کچھ ہو تو یہ گناہ اور معاشرے کی ناپاکی کا سبب ہے۔

ان چیزوں کو مدّ نظر رکھتے ہوئے پردے کا فلسفہ بہت ہی واضح ہے کہ:

ا۔ عورتوں کی بے پردگی، عریانی اور انکی زیبائش و آرائش مردوں کے لیے بالعموم ۔۔ جوانوں کے لیے بالخصوص جنسی تحریک کا باعث ہے اور اگر یہ سب بے حیائی جاری رہے تو یہ فحاشی عام کرنے کی تحریک دائمی ہوگی۔۔۔ ایسی تحریک کہ جو مردوں کے اعصاب کو شکستہ کرکے رکھ دے گی۔ اس سے اعصابی بیماریاں بھی پیدا ہونگی۔ یہ کیفیت طبیعت میں ہیجان اور نفسیاتی امراض کا سرچشمہ بن جاتی ہے مردوں سے مردانگی اور غیرت چھن جاتی ہے۔ حیا جاتی رہتی ہے اپنی ماں، بہن، بیٹی اور اپنی بیوی سے تقدس کا رشتہ ختم ہو جاتا ہے۔

جبکہ اسلام چاہتا ہے کہ مردوں اور عورتوں کی روحیں پرسکون ہو، اور ان کے اعصاب صحیح وسالم ہوں، آنکھ اور کان پاکیزہ ہوں اور باہمی احترام کا رشتہ استوار رہے رشتوں کا تقدس پامال نہ ہو عزت، آبرو، حیا، عفت اور پاکدامنی کا راج ہوان مقاصد کے حصول کے لیے پردہ اہم کردار ادا کرتا ہے پردہ نہ ہو تو پھر عریانیت ہے جس کے نتیجے میں تمام مقدس رشتے اور حیا کی نازک تاریں ٹوٹ جاتی ہیں۔

۲۔ قطعی اور مستند اعداد و شمار سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ عریانی میں اضافے کی وجہ سے دنیا میں طلاق کا تناسب بے تحاشہ بڑھتا چلا جا رہا ہے اور مرد وزن کا ازدواجی رشتہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا ہے چونکہ جو کچھ آنکھ دیکھے دل اسے یاد رکھتا ہے اور جب ہوا و ہوس کی آگ سرکش ہو جائے اور آنکھ ہر روز نئے نظارے دیکھے تو دل ہر روز کسی نئے محبوب کے پیچھے چل پڑتا ہے اور پرانے کو الوداع کہہ دیتا ہے۔

لیکن جس ماحول میں حجاب ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دیگر اسلامی شرائط کی بھی پاسداری ہوتی ہے وہاں بیوی اور شوہر کا تعلق ایک دوسرے سے مستحکم ہوتا ہے ان کے احساسات، جذبات اور محبتیں ایک دوسرے کے لیے مخصوص ہوتی ہیں اور اجنبی کا داخلہ اس حریم میں ممنوع ہوتا ہے اسی طرح اس رشتہ میں دوام آتا ہے۔

جبکہ عریانی کے آزاد بازار میں جہاں عورت مشترکہ سازوسامان کی حیثیت رکھتی ہے وہاں ازدواجی عہد و پیمان کا تقدس کوئی مفہوم نہیں رکھتا، وہاں گھرانے تار عنکبوت کی طرح تیزی سے ٹوٹ کر بکھر جاتے ہیں اور بچے بے سہارا ہو کر سرگرداں ہو جاتے ہیں۔

۳۔ بے پردگی فحاشی کے پھیلاو کا موثر ترین ذریعہ ہے اور ناجائز اولاد کی کثرت اس فحاشی کا ثمر ہے ایسی اولا بے سرپرست ہوتی ہے ان کی درست خطوط پر پرورش نہیں ہو پاتی جس کی وجہ سے وہ سوسائٹی کے لیے مصیبت قرار پاتی ہے یہ سب بے پردگی کے خوفناک ترین نتائج میں سے ہیں اور یہ بات اس قدر واضح اور روشن ہے کہ ہمارے خیال میں اس کے اعداد وشمار پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اس کی وجوہات بہت نمایاں ہیں۔ مغربی معاشرے اس بے راہ روی کا نمونہ ہیں مادہ پرستی نے انسان کو شہوت پرستی میں دھکیل دیا ہے اور شہوت پرستی عورتوں کے عریاں ہونے پر منتج ہوئی ہے خود مغرب جو اس سنگین جرم کے ارتکاب کا سبب بنا اور وہی اسے عام کرنے میں پیش پیش رہا آج وہی مغربی معاشرہ اس بے راہ روی سے تنگ آچکا ہے اور اس سے راہ فرار چاہتا ہے مگر مادہ پرستی کی ذہنیت نے اس چیز کو ناممکن بنا دیا ہے۔ اسلام ہی ایک ایسا پاکیزہ دین ہے جس نے ہر مسئلے میں اعتدال کو رواج دیتے ہوئے تمام انحرافی صورتوں کا سد باب کیا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ

فحاشی عام ہونے کا سبب اور ناجائز بچوں کا اصلی عامل فقط بے پردگی ہی ہے اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس جرم میں ہوا و ہوس میں غرق بوڑھا بے شرم استعمار یا تباہ کن مذموم سیاسی مقاصد کارفرما نہیں یہ سب عوامل موجود ہیں انفرادی ہوا و ہوس، سیاسی مذموم مقاصد، استعماری سوچ کی برتری کا رجحان، غلام سازی اور اس طرح کے دسیوں عوامل ہیں جو فحاشی پھیلانے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں ہم اس مقام پر صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ معاشرہ اور انسان کی اجتماعیت کے تقدس کو پامال کرنے میں ایک عامل بلکہ بہت بڑا عامل بے پردگی بھی ہے اور عریانیت کو استعمار اور سامراجیت نے اپنے مذموم مقاصد اور ہوا و ہوس کی تکمیل کے لیے موثر ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے۔

اگر اس حقیقت کی طرف توجہ کی جائے تو اس مسئلے کے خطرناک پہلو اور زیادہ واضح ہو جاتے ہیں کہ فحاشی اور اس سے بھی بڑھ کر ناجائز بچے انسانی معاشروں میں جرائم کا سرچشمہ ہیں اور سماج میں بدامنی، بے روزگاری، بددیانتی اور کرپشن جیسے جرائم کا بھی سبب ہیں۔

۴۔ بے پردگی اور عریانی عورت کی حرمت کے زوال کا بھی باعث ہے۔ اگر معاشرہ عورت کو عریاں بدن دیکھنا چاہے گا تو فطری بات ہے کہ ہر روز اس سے نئی آرائش کا تقاضا کرے گا اور اس کی نت نئے رنگ ڈھنگ سے نمائش میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ جب عورت جنسی کشش کی بناء پر ساز و سامان کی تشہیر کا ذریعہ بن جائے گی، انتظار گاہوں میں دل بہلاوا ہونے لگے گی اور سیاحوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا ذریعہ بن جائے گی تو معاشرے میں عورت کی حیثیت ایک کھلونے یا بے قیمت مال و اسباب کی ہو کے رہ جائے گی اور اس کے اندر سے انسانی اقدار فراموش ہو جائیں گی اور اس کا اعزاز و افتخار بے معنی ہو گا وہ صرف اپنی جوانی اور زیبائش کی نمائش تک محدود ہو کر رہ جائے گا۔ اس طرح سے وہ چند ناپاک فریب کار انسان نما درندوں کی سرکش ہوا و ہوس کا نشانہ بنے گی اور جوانی کی بہاریں گزارنے کے بعد یہی عورت معاشرے کا دھتکارا ہوا عنصر بن جائے گی عریانیت اور بے پردگی درحقیقت عورت سے اس کا مقام اور تقدس چھیننے کا ایک وسیلہ ہے اور یہ عورتوں کے خلاف بہت بڑی سازش ہے خواتین ناسمجھی میں درندہ صفت مردوں کے دام فریب کا شکار ہوتی ہیں۔

پردہ عفت کا ضامن ہے

پردہ درحقیقت عورت کی عفت کا ضامن ہے عورت کی نسوانیت کا مظہر ہے اور پردہ عورت کی آزادی کی ضمانت دینے کے ساتھ ساتھ اس کو با اختیار بناتا ہے اور اسی پردے کے ذریعے عورت اپنی قیمتی متاع جو کہ اس کا حسن ہے اس کی حفاظت کرتی ہے اس کا حسن نمائش کا مال نہیں بنتا بلکہ خود عورت اس کی مالک رہتی ہے مرد عورت کو بے پردہ کرکے اس کی

انسانیت اس سے چھین کر اسے اپنی خواہشات پوری کرنے کا ایک وسیلہ بنانا چاہتے ہیں اسلام نے عورت کو بڑا مقام اور شرف عطا کیا ہے اسے اختیار اور ارادے کا مالک بنایا ہے مرد کے مقابلے میں ماں کا درجہ دے کر اسلام نے عورت کو تین درجہ برتری عطا کی ہے اور اسی ماں کی قدموں میں جنت رکھی ہے ۔

پردے کے مخالفین کے اعتراضات

اب ہم ان چند اعتراضات کا جائزہ لیتے ہیں جو پردے کے مخالفین پیش کرتے ہیں

ا۔ بنیادی اعتراض جس پر تمام حجاب کے مخالفین کا اتفاق ہے کہ عورتیں معاشرے کا نصف حصہ ہیں اور پردہ معاشرے کے اس نصف حصے کو گوشہ نشین بناکے رکھ دیتا ہے اور اس طرح انہیں فکری، تمدنی اور ثقافتی لحاظ سے پیچھے دھکیل کر پسماندہ کر دیتا ہے۔ مخصوصاً اس اقتصادی دوڑ کے زمانے میں فعال انسانی قوتوں کی ضرورت زیادہ ہے لیکن پردے کی صورت میں اس اقتصادی دوڑ میں عورتوں سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ جبکہ ثقافتی اور سماجی مراکز میں بھی ان کی جگہ اسی طرح سے خالی رہے گی۔ اس طرح سے عورتیں سماج کا غیر پیداواری حصہ بن کر ایک بوجھ بن جائیں گی۔

لیکن۔۔۔۔ یہ اعتراض کرنے والے چند امور سے غافل ہیں یا جان بوجھ کر تغافل برتتے ہیں۔ کیونکہ :

اولاً : کون کہتا ہے اسلامی پردہ عورت کو گوشہ نشین بنا دیتا ہے اور اسے معاشرے کے منظر سے دور پھینک دیتا ہے بلکہ اسلامی پردے میں رہتے ہوئے عورت زندگی کے تمام شعبہ جات میں بہتر طور سے اپنی ذمہ داریاں سرانجام دے سکتی ہے۔

اسلام کی خاتون اول جناب سیدہ خدیجۃ الکبریٰ سید الکونین رسول اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ، آپ ایک عورت ہی تھیں پاکدامنی میں رسول خدا کی شریک حیات بننے سے پہلے ہی مشہور تھیں وہ دنیائے اسلام میں ہی نہیں بلکہ اسلام سے قبل دنیائے عرب کی بہت بڑی تاجرہ تھیں ملیکۃ العرب ان کی پہچان اور ملیکۃ التجار ان کا لقب تھا وہ ایک باپردہ خاتون تھیں، تمام عالمی منڈیوں میں بی بی خدیجہ کے مال کا ڈنکا بجتا تھا تو کس طرح یہ الزام لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام نے پردے کا حکم دے کر نصف سے زیادہ آبادی کو غیر فعّال بنا دیا ہے، جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے اسلام کی تاریخ ایسی خواتین سے بھری پڑی ہے جنہوں نے اقتصادی ، سیاسی، سماجی اور دیگر عملی میدانوں میں کارہائے نمایاں

انجام دیئے اور ظلم کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں میں باپردہ خواتین نے ہراول دستے کا کام انجام دیا، اسی طرح جنگی تاریخ بھی باپردہ خواتین کے کارناموں سے بھری پڑی ہے ان سب کے مقابلے میں ایسا اعتراض ایک الزام کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔

ثانیاً: کیا گھر کو چلانا، بچوں کی تربیت کرکے انہیں آبرومند بنانا اور ایسے انسان تیار کرنا کہ جو مستقبل میں اپنے توانا بازوں سے معاشرے کے پہیوں کو چلا سکیں، یہ کوئی کام نہیں؟ گھریلو زندگی بھی معاشرے کا لازمی جزو ہے، مرد ہر کام نہیں کر سکتا اسی طرح عورت بھی ہر کام نہیں کر سکتی یہ دونوں مل کر انسانی زندگی کی پہلی اکائی، شوہر اور بیوی کی شکل میں ایک گھرانے کی تشکیل کرتے ہیں یہی سے پھر خاندان وجود میں آتا ہے اور یہ بڑھ کر قبیلہ اور سماج یا معاشرے کا روپ دھارتا ہے، جو کام عورت گھر میں رہ کر کرتی ہے وہ کوئی کم قیمت کام نہیں ہے، ازدواجی رشتے میں منسلک ہونے کے بعد مرد اور عورت کی ضرورتیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتی ہیں، عورت گھریلو ضرورتوں سے مرد کو آزاد کرتی ہے اور مرد کما کر دیگر ضروریات سے عورت کو آزاد کرتا ہے اسی طرح ہی خاندان کے تار و پود بکھرنے سے محفوظ رہتے ہیں اور معاشرے کی یہ ابتدائی اکائی اپنی حیثیت برقرار رکھتی ہے۔

جو لوگ عورت کی اس عظیم خدمت کو مثبت کام شمار نہیں کرتے وہ اس امر سے بے خبر ہیں کہ خاندان بطور معاشرتی اکائی ایک صحیح وسالم اور آباد و متحرک معاشرے کی تعمیر میں کیا کردار ادا کرتا ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ بس یہی صحیح راستہ ہے کہ ہمارے مرد اور عورتیں مغربی مردوں اور عورتوں کی طرح صبح سویرے گھر سے نکلیں بچوں کو پرورش گاہوں کے سپرد کریں یا گھر میں چھوڑ کر دروازے بند کر جائیں اور خود دفتر یا کارخانہ کی طرف روانہ ہو جائیں اور ان ان کھلی کلیوں کو اس چھوٹی عمر سے قید خانہ کا تلخ ذائقہ چکھنے کے لیے چھوڑ جائیں جبکہ بچہ کو پیار کی ضرورت ہوتی ہے وہ ماں کے نرم و نازک ہاتھوں اور مامتا بھری آغوش میں ہی صحیح پروان چڑھ سکتا ہے اسی طرح میں مستقبل میں معاشرے کا مفید جزو بن سکتا ہے اس میں ماں کا کردار بہت ہی اہم ہوتا ہے بچپن میں ہی ماں کی دوری بچوں کی شخصیت کو درہم برہم کر دیتی ہے۔ اس طرح سے بے روح، انسانی احساسات سے عاری بچے پروان چڑھتے ہیں کہ جو معاشرے کے لیے بوجھ ہی نہیں بلکہ اس کے مستقبل کے لیے بھی خطرہ ہوتے ہیں۔

۲۔ دوسرا اعتراض ان کا یہ ہے کہ پردہ ہاتھ پاوں کو باندھ دینے والا لباس ہے باگ دوڑ اور کام کاج میں بالخصوص جدید مشینی دور میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ ایک عورت اپنی حفاظت کرے، اپنی چادر سنبھالے، بچے کو تھامے یا اپنا کام کاج کرے؟

یہ اعتراض کرنے والے ایک نکتہ سے غافل ہیں اور وہ یہ کہ پردہ ہمیشہ چادر اور برقعہ کے معنی میں نہیں ہے بلکہ ایسا لباس جو پورے جسم کو ڈھانپ دے وہی پردہ ہے۔ اگر چادر سے ہو تو کیا بہتر اور جہاں چادر سے نہ ہو تو مکمل پہناوے پر قناعت ہو جائے گی۔

ضمہاری کسان اور دیہاتی عورتیں کاشت اور کٹائی کا کام کرتی ہیں کھیتوں میں ان کا کام کچھ زیادہ ہی مشکل ہوتا ہے انہوں نے یہ اہم اور مشکل کام اسلامی پردے کے ساتھ انجام دے کر ان اعتراضات کا عملی جواب دے دیا ہے اور اس امر کی نشاندہی کر دی ہے کہ ایک دیہاتی عورت اسلامی پردے کے ساتھ بعض اوقات مردوں سے بھی زیادہ اور بہتر کام کر سکتی ہے۔

حجاب شریعت مطہرہ اسلام کے امتیازات میں سے ایک امتیاز ہے اسلام نے جہاں عورت کو دیگر مذاہب کی نسبت ممتاز مقام عطا کیا ہے وہاں پر عورت کی شخصیت اور اس کی تخلیقی صلاحیتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کچھ ایسے احکام بھی صنف نازک کے لیے مختص کر دیئے ہیں جنکی وجہ وہ تخلیقی صلاحیت ہے جو خالق نے اس صنف میں ودیعت کر رکھی ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۔۔۔۔۔۔ الخ (النور۔۳۱)

ترجمہ: ”اور مومنات سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی عفت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں علاوہ اس کے جو از خود ظاہر ہے اور اپنے دوپٹہ کو اپنے گریبان پر ڈالیں“۔۔۔۔الخ

زینت

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں علاوہ اس کے جو از خود ظاہر ہے۔ عربی میں زینت کا لفظ اردو کے لفظ زیور سے زیادہ وسیع ہے۔ اس لیے کہ زیور اس زینت کو کہا جاتا ہے جو بدن سے علیحدہ رہتا ہے، سونے چاندی اور جواہرات کے ہار وغیرہ لیکن لفظ زینت زیور کے علاوہ جسم کی آرائش کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے سرمہ اور مہندی

وغیرہ۔اس حکم میں کہا گیا کہ عورت کو اپنی آرائش (زینت) کی نمائش نہیں کرنی چاہیے۔ لیکن اس فریضے سے دو استثناوں کا ذکر ہوا ہے۔

پہلا استثناء

الّا ما ظھر منھا یعنی سوائے ان زینتوں کے جواز خود آشکار ہیں۔ اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی زینت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک آشکار اور دوسری مخفی۔ مگر یہ کہ عورت خود اس زینت کو قصداً ظاہر کرنا چاہے۔ پہلی قسم کی زینت کا چھپانا واجب نہیں لیکن دوسری قسم کی زینت کا چھپانا واجب ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آشکار زینت کونسی ہے اور مخفی زینت کونسی؟

اس استثناء کے بارے میں بہت پہلے ہی صحابہ، تابعین اور ائمہ اہل البیت علیہم السلام سے سوال کیا گیا اور اس کا جواب بھی دیا گیا۔ تفسیر مجمع البیان میں اس استثناء کے بارے میں تین اقوال آئے ہیں پہلا قول یہ ہے کہ آشکار زینت سے مراد لباس ہے۔ جھانجھر، پائل، بندے اور چوڑی کنگن کو مخفی زینت کہا گیا ہے اور یہ قول ابن مسعود سے نقل ہوا ہے جو معروف صحابی ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ آشکار زینتوں سے مراد سرمہ، انگوٹھی اور ہاتھوں کی مہندی ہے یعنی وہ سنگھار جو چہرے اور کلائی تک ہاتھوں سے متعلق ہے اور یہ ابن عباس کا قول ہے جو مشہور صحابی ہیں۔

تیسرا قول یہ ہے کہ زینت سے مراد خود چہرہ اور کلائیوں تک دونوں ہاتھ ہیں اور یہ قول ضحاک اور عطا کا ہے۔ تفسیر کشاف میں آیا ہے کہ زینت عبارت ہے ان چیزوں سے جن سے عورت اپنے آپ کو آراستہ کرتی ہے۔ جیسے سونے کے زیورات، سرمہ اور مہندی وغیرہ۔ جبکہ چھلا یا انگوٹھی جیسی زینتوں کے ظاہر ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن کنگن، پائل، بازوبند، گلوبند، کمربند، جھومر اور بالیوں جیسی مخفی زینتوں کو آشکار نہیں ہونا چاہیے مگر ان لوگوں کے سامنے جنہیں آیت نے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ صاحب کشاف کہتے ہیں:

آیت میں مخفی زینتوں کو چھپانے کی بات کی گئی ہے نہ کہ بدن میں ان مقامات کی۔ بازو، پنڈلی، پاوں، گردن، سر، سینہ اور کان جیسے بدن کے حصوں کو چھپانے کی شدید تاکید کی گئی ہے۔

اس کے بعد صاحب کشاف عورتوں کے مصنوعی بالوں پر گفتگو کرتے ہیں اور پھر ظاہری زینت کے مقامات سے متعلق ایک دوسری بحث کرتے ہیں کہ سرمہ، مہندی، سرخی پوڈر اور انگوٹھی جیسی ظاہری زینتوں اور چہرے اور ہاتھوں کے استثناء کا فلسفہ کیا ہے؟

پھر وہ اس کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں:

اس کا فلسفہ یہ ہے کہ عورت کے لیے ان کا چھپانا بہت دشوار ہے۔ اس کے لیے بجز اس کے کوئی چارہ نہیں کہ وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے ان اشیاء کو اٹھائے اور اپنا چہرہ کھلا رکھے۔ خاص طور پر جہاں اسے مقدموں میں گواہی دینی ہو یا شادی بیاہ کے موقع پر گلی کوچوں سے گزرنا ہوتا ہے چلتے میں خواہ مخواہ اس کے پیر دکھائی دیتے ہیں۔ خاص طور پر ان غریب عورتوں کے پاوں نہیں چھپ سکتے کہ جن کے پاس موزے اور کبھی جوتے تک نہیں ہوتے یہ ہے: وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کا مفہوم اور حقیقتاً اس کے معنی یہ ہیں "مگر وہ جو عادتاً اور عام طور پر ظاہر ہو جاتے ہیں"

پردے کی کیفیت

اس استثناء کے بعد وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ کا جملہ آیا ہے یعنی انہیں چاہیے کہ وہ اپنے دوپٹوں کو اپنے سینوں اور گریبانوں پر ڈالے رہیں۔ البتہ دوپٹے کی کوئی خصوصیت نہیں ہے مقصد سر، گردن اور گریبان کا ڈھانپنا ہے، جیسے تفسیر کشاف میں نقل ہوا ہے عرب عورتیں عام طور پر ایسے کرتے پہنا کرتی تھیں جن کے گریبان کھلے ہوا کرتے تھے جن میں سے ان کی گردن اور سینہ نمایاں ہوتا تھا۔ جو کپڑا وہ دوپٹے کے طور پر اوڑھتی تھیں وہ بھی سر کے پیچھے سے کاندھوں پر اس طرح ڈالا جاتا تھا کہ اس سے کان، سینہ اور گردن سب نمایاں رہتے تھے۔ یہ آیت حکم دیتی ہے کہ وہ سر پر اوڑھے ہوئے اسی دوپٹے کے دونوں لٹکے ہوئے حصوں کو اپنے سینے اور گریبان پر اس طرح ڈال لیں کہ بدن کے مذکورہ حصے اچھی طرح چھپ جائیں۔

ابن عباس نے اپنی تفسیر میں ''تغطّی شعرھا و صدرھا و ترآئبھا و سوالفھا'' کا جملہ استعمال کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ عورت اپنے بال، سینہ، گردن اور اطراف گردن کو ڈھانپے۔ یہ آیت بدن کے ان حصوں کی وضاحت کرتی ہے جنہیں ڈھانپنا چاہیے۔

اس آیت کے ذیل میں شیعہ، سنی دونوں نے روایت کی ہے کہ:

" ایک دن مدینے کے گرم موسم میں ایک خوبصورت نوجوان عورت ایک گلی سے گزر رہی تھی۔ اس کا دوپٹہ وہاں کے معمول کے مطابق گردن کے پیچھے پڑا ہوا تھا۔ ایک صحابی رسول سامنے سے آرہے تھے۔ اس خوبصورت منظر نے ان کا دل موہ لیا وہ اسے دیکھنے میں ایسے محو ہو گئے کہ انہیں نہ اپنی خبر رہی نہ ماحول کی وہ بڑی دیر تک نگاہوں سے اس کا تعاقب کرتے رہے اور پھر اسی فکر میں غلطاں آگے بڑھ گئے۔ اس بے خیالی میں اچانک دیوار سے نکلی ہوئی کسی ہڈی یا شیشے سے ان کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ جب وہ اپنے آپ میں واپس آئے تو ان کے چہرے سے خون بہہ رہا تھا۔ وہ اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے اور سارا ماجرا کہہ سنایا"۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اس آیت میں "علیٰ" کے ساتھ " ضرب" کی لغوی ترکیب کسی چیز کو دوسری چیز پر اس طرح رکھ دینے کے مفہوم کو بیان کرتی ہے کہ وہ شیء دوسری شیء کے لیے رکاوٹ بن جائے۔

صاحب تفسیر کشاف کہتے ہیں " ضربت بخمارها علی جیبها کقولك ضربت بیدی علی الحائط اذا وضعتها علیه" یعنی یہ تعبیر ایسی ہے جیسے ہم کہیں کہ ہم نے اپنا ہاتھ دیوار پر رکھا تفسیر کشاف ہی میں "فضربنا علیٰ اذانهم" کے ذیل میں لکھا ہے: "ای ضربنا علیها حجابا من ان تسمع" یعنی انکے کانوں پر ہم نے ایک پردہ ڈال دیا ہے تاکہ وہ نہ سن سکیں۔

موضوع بحث آیت کے سلسلے میں صاحب تفسیر مجمع البیان نے لکھا ہے: عورتوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے سر کی چادر کو اپنے سینوں پر اس طرح ڈال دیں کہ ان کے گردن کے اطراف کا حصہ ڈھکا رہے۔ لفظ "جیوب" جو گریبان کے مفہوم میں ہے سینوں کی طرف کنایہ ہے کیونکہ گریبان ہی سینوں کو ڈھانکتا ہے اور یہ اس لیے کہا گیا ہے کہ عورتیں اپنے بالوں، جھمکوں اور گردنوں کو چھپائے رہیں۔ ابن عباس اس آیت کے ذیل میں کہتے ہیں : عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے بال، سینے اور گردن کے نچلے حصے کو چھپا کر رکھیں۔

شیعہ فقہاء کی ایک جماعت بالخصوص متاخرین اس بات کے قائل ہیں کہ عورت کے لیے چہرہ اور کلائی تک ہاتھوں کو چھپانا واجب نہیں ہے جبکہ پاوں کے اوپر جرابیں پہننا ضروری قرار دیا ہے تاکہ پاوں پر نامحرم کی نظر نہ پڑے سر کے بال، کان، گردن، سینہ اور بدن کے باقی حصے چھپانا واجب ہے، ہمارے ہاں شلوار قمیص اور سر پر دوپٹہ یا چادر اوڑھنے سے مطلوبہ پردہ تحقق پاتا ہے۔ البتہ ایسا نازک لباس یا ایسی چادر یا دوپٹہ جس سے عورت کا بدن نمایاں ہو یا اسکے جسم کے مخفی حصے دیکھے جاسکیں اس قسم کے لباس سے منع کیا گیا ہے۔

پردہ کا کوئی کوئی خاص طریقہ یا اس کے لیے کوئی خاص قسم کا برقعہ یا چادر ضروری نہیں، ہر وہ لباس جس سے عورت کے پورے بدن کا ستر (پردہ) ہو جائے اسے استعمال میں لایا جا سکتا ہےاسلام کی نگاہ میں جہاں اس ستر پوشی سے عورت کی عزت وآبرو کی حفاظت مطلوب ہے وہاں پر اسلام یہ بھی چاہتا ہے کہ عورت ایسے انداز اور رنگ و روپ میں خود کہ مردوں کے سامنے نہ لائے جس سے پہلی نظر میں مرد کے شہوانی جذبات بھڑک اٹھیں۔

یہ بات بھی مد نظر رہے کہ جہاں پر عورت کے لیے ستر پوشی کا حکم ہے اسی طرح مرد کے لیے بھی ستر پوشی کا حکم ہے مرد ننگے بدن کے ساتھ نا محرم عورتوں کے سامنے نہیں آسکتا، مرد کے لیے سر، گردن، ہاتھ پاوں چھپانا واجب نہیں ہے لیکن اپنے بازو، ٹانگیں اور جسم کے باقی حصوں کی ستر پوشی اس پر لازم ہے مرد بھی کھلے عام اپنے بدن اور جسم کی نمائش نہیں کر سکتا۔

چہرہ چھپانے کے وجوب کے دلائل

۱۔ عن أم المؤمنين عائشة رضی الله عنها قالت: كان الركبان يمرون بنا ونحن مع رسول الله ﷺ محرمات فاذا حاذوا بنا سدلت احدانا جلبابها من رأسها على وجهها فاذا جاوزونا كشفتاه۔

(سنن أبي داود، حدیث نمبر: ۱۵۶۲، کتاب المناسك، باب فی المحرمة تغطی وجهها)

ترجمہ: "ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں ہوتی تھیں، پس جب وہ ہمارے پاس سے گزرتے تو ہم اپنے جلباب اپنے سر سے اپنے چہرے پر لٹکا لیتی تھیں اور جب وہ قافلے آگے گزر جاتے تو ہم اپنے چہرے کو کھول دیتی تھیں۔"

ہمارے بعض ناقدین نے اس حدیث کو ازواج مطہرات کے ساتھ خاص کیا ہے جو کہ غلط ہے، کیونکہ حضرت عائشہؓ نے حدیث میں صرف اپنا طرز عمل بیان نہیں کیا، بلکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر حج کے دوران جتنی بھی خواتین ہوتی تھیں ان سب کے بارے میں بتلایا ہے کہ قافلوں کے قریب سے گزرنے پر وہ اپنے اپنی چادروں سے ڈھانپ لیتی تھیں۔ یہ حدیث عام ہے اور اس کی عمومیت کی تائید اگلی روایت سے بھی ہو رہی ہے۔

۲۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

ولا تنتقب المرأة المحرمه ولا تلبس القفازين۔

(صحیح البخاری، حدیث نمبر:۱۸۳۸، کتاب الحج، باب ماینهی من الطیب للمحرم والمحرمۃ)

"اور حالت احرام میں کوئی عورت نقاب نہ اوڑھے اور نہ ہی دستانے پہنے"۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :

وهذا مما یدل علی ان النقاب والقفازین کانا معروفین فی النساء اللاتی لم یحرمن وذلك یقتضی ستر وجوههن وآیدیهن۔(مجموعہ رسائل فی الحجاب السفور، جماعۃ من العلماء، ص:۶۴، ادارۃ البحوث)

"یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ نقاب اور دستانے پہننا ان عورتوں میں معروف تھا جو کہ حالت احرام میں میں نہ ہوتی تھیں، اور یہ فعل اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کو ڈھانپیں"۔

جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام میں نقاب اور دستانے پہننے سے منع فرمایا؛ گویا کہ جب عورتیں حالت احرام میں نہ ہوں تو اس وقت وہ نقاب اور دستانے پہنیں گی۔

۳۔ حضرت عائشہؓ "قصۃ الافك" والی روایت میں حضرت صفوانؓ کے بارے میں بیان فرماتی ہیں کہ :

وکان رءانی قبل الحجاب فاستیقظت باسترجاعه حین عرفنی فخمرت وجهی بجلبابی۔

(صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۴۳۸۱، کتاب التفسیر، باب "لولا اذ سمعتموہ"

"اور انہوں نے مجھے حجاب کے (کے حکم کے نزول) سے پہلے دیکھا تھا، ان کے " انا للہ وانا الیہ راجعون" کہنے کی وجہ سے میں بیدار ہو گئی، جبکہ انہوں نے مجھے پہچان لیا تھا، پس میں نے اپنا چہرہ اپنے جلباب سے ڈھانپ لیا"۔

یہ حدیث بھی عام ہے۔اس حدیث کو " **آیۃ الجلباب**" یعنی سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۹ کی روشنی میں سمجھا جائے تو اس حدیث کی عمومیت کھل کر واضح ہو جاتی ہے۔

۴۔ عن ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت: یرحم اللہ نساء المهاجرات اول لما انزل اللہ (ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن) شققن مروطهن فاختمرن بها)۔

(صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۴۷۵۸، کتاب التفسیر، باب ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن)

"ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے پہل ہجرت کرنے والی مہاجر عورتوں پر رحم کرے! جب یہ آیت (ولیضربن بخمرھن علیٰ جیوبھن) نازل ہوئی تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر ان کے دوپٹے بنا کر اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا"

ابن حجرؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

فاختمرن آی غطین وجوھھن یعنی حضرت عائشہؓ کے قول " فاختمرن " کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا۔

۵۔ عن عائشة رضی اللہ عنھا انا آفلح آخا آبی القیعس جاء یستاذن علیھا وھو عمھا من الرضاعة بعد آن نزل الحجاب فآبیتان آذن له فلما جاء رسول اللہ ﷺ آخبرتھن بالذی صنعت فآمرنی آن آذن له۔

(صحیح البخاری: حدیث نمبر: ۴۷۱۳، کتاب النکاح)

" حضرت عائشہ اپنے رضاعی چچا افلح کے بارے میں بیان کرتی ہیں جو کہ ابو قعیس کے بھائی تھے، کہ انہوں نے مجھ سے حجاب کی آیات نازل ہونے کے بعد گھر میں داخل ہونے اجازت مانگی تو میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں آپ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں افلح کو گھر آنے کی اجازت دوں"۔

حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کی تشریح میں بیان کرتے ہیں:

وفیه وجوب احتجاب المرآة من الرجال الآجانب (فتح الباری: ۱۵۲/۹، دار المعرفة، بیروت)

" یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ عورتوں کا اجنبی مردوں سے پردہ کرنا واجب ہے"۔

حضرت عائشہؓ کا پہلے یہی خیال کہ اپنے رضاعی چچا سے بھی پردہ ہے، اسلئے انہوں نے اپنے رضاعی چچا کو اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ کے بتانے پر کہ رضاعی چچا سے عورت کا پردہ نہیں ہے، تو آپؓ نے اپنے چچا کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت دی۔

مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

عن روۃ عن عائشۃ آنھا آخبرتہ آن عمھا من الرضاعۃ یسلی آفلح استاذن علیھا فحجبتہ فآخبرت رسول اللہ ﷺ فقال لھا: لاتحتجبی منہ۔(صحیح مسلم: حدیث نمبر: ۲۶۲۱، باب تحریم الرضاعۃ من ماء الفحل)

" حضرت عروہؒ حضرت عائشہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے خبر دی کہ ان کے رضاعی چچا فلح نے انکے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو عائشہؓ نے ان سے پردہ کر لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ اس معاملے کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اس سے پردہ نہ کرو"۔

۱۱۔ عن عبداللہ بن مسعود قال: قال رسول اللہ ﷺ: (المرآۃ عورۃ فاذا خرجت استشرفھا الشیطان)

(سنن الترمذی حدیث نمبر ۱۰۹۳، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی کراھیۃ۔ الدخول علی المغیبات)

" حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورت تو چھپانے کی چیز ہے۔ جب یہ (گھر سے) باہر نکلتی ہے تو شیطان اسکو آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے"۔

اس حدیث میں عورت کو "عورۃ" کہا گیا ہے، یعنی چھپانے کی شے۔ اس سے مراد ہے کہ عورت کا سارا جسم "عورۃ" ہے جس کو چھپانا چاہیے۔ اس سے مستثنیٰ وہی ہے جسکو قرآن نے "الاماظھر منھا" کے الفاظ میں بیان کر دیا ہے یعنی جن کے چھپانے میں مشقت ہو اور وہ عورت کے ہاتھ، کپڑے، آنکھیں اور زینت وغیرہ ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے لئے گھر سے باہر نکلنے کو اسلام پسند نہیں کرتا۔

ائمہ اہل البیت علیہم السلام کے فرامین

مندرجہ ذیل روایات اہل بیت، مفسر قرآن جناب ماتریدی کے قول اور احناف کی رائے کے مطابق بغیر نظر شہوت عورت کے چہرے کو دیکھنا جائز ہے اور اس جواز کا لازمہ یہ ہے کہ عورت کے لیے چہرہ، کفین اور قدمین کا چھپانا واجب نہیں ہے

۱۔ عن زرارۃ عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی قولہ تعالیٰ: ''اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' الزینۃ الظاھرۃ الکحل والخاتم

(کافی جلد ۵ صفحہ ۵۲۱ اور وسائل جلد ۳ صفحہ ۲۵)

ترجمہ: زرارہ بیان کرتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ وہ آشکار زینت جس کا عورت کے لیے چھپانا واجب نہیں ہے تو امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ سرمہ اور انگوٹھی ہے۔

۲۔عن علی ابن ابراھیم القمی عن ابی جعفر علیہ السلام فی ھٰذہ الآیۃ ، قال: ھی الثیاب والکحل والخاتم و خضاب الکف والسواد (تفسیر صافی۔ سورہ نور، آیت ۳۱ کے ذیل میں نقل از تفسیر علی بن ابراہیم قمی)

ترجمہ: امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: ظاہری زینت میں لباس، سرمہ، مہندی اور چوڑیاں شامل ہیں۔

۳۔عن ابی بصیر عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال سئلتہ عن قول اللہ عزوجل ''وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' قال الخاتم والمسکۃ وھی القلب (کافی جلد ۵ صفحہ ۵۲۱ اور وسائل جلد ۳ صفحہ ۲۵)

ترجمہ: ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا ''اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کی تفسیر کیا ہے تو آپ نے فرمایا: انگوٹھی اور کنگن۔

۴۔عن بعض اصحابنا عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال قیل لہ ما یحلّ للرجال من المرئۃ ان یریٰ اذا لم یکن محرماً قال: الوجہ والکفّان والقدمان (کافی جلد ۵ صفحہ ۵۲۱ اور وسائل جلد ۳ صفحہ ۲۵)

ترجمہ: راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ مرد محرم نہ ہونے کی صورت میں عورت کے جسم کے کس حصے کو دیکھ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: چہرہ، کلائی تک دونوں ہاتھ اور ٹخنوں تک دونوں پاوں۔

۵۔ خلیفہ اول حضرت ابو بکر کی بیٹی اسماء جو ام المومنین حضرت عائشہ کی بہن تھیں، ایسا لباس پہن کر رسول خدا کے گھر آئیں کہ جس سے ان کا جسم جھلکتا تھا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک ان کی طرف سے پھیر لیا اور فرمایا:

''یا اسماء انّ المرئۃ اذا بلغت المحیض لم تصلح ان یریٰ منھا الّا ھٰذا و ھٰذا۔ واشار الیٰ کفّہ و وجھہ''۔ (سنن ابو داود جلد ۲ صفحہ ۳۸۳)

ترجمہ: اے اسماء! عورت جوان ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس کے بدن کا کوئی حصہ دکھائی دے۔ مگر یہ اور یہ۔۔۔ یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چہرے اور کلائی سے نیچے دونوں ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا۔

مذکورہ بالا روایتیں ہمیں بتاتی ہیں کہ عورت کے لیے چہرہ اور کلائیوں تک ہاتھوں کا چھپانا واجب نہیں اور ان حصوں پر سرمہ اور مہندی اور ان آرائشوں کے دکھائی دینے میں بھی کوئی اشکال نہیں جو عورت کی خصوصیات میں سے ہیں۔

سورہ نور کی آیت ۳۱ کے ذیل میں مشہور مفسر جناب ماتریدی بحث کرتے ہوئے اسی بات کو اختیار کرتے ہیں کہ عورت کے لیے چہرہ، کفین اور قدمین کا چھپانا واجب نہیں ہے:

وقل للمؤمنات يغضضن من أبصارهن ويحفظن فروجهن، وقوله: **ولايبدين زينتهن الاماظهرمنها**، روی عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال: **الاماظهر منها**، الرداءوالثياب۔ وعن ابن عباس قال، **الاماظهر منها**، الكُحل وخاتم۔ وفی روايةأخرىٰ: الكف والوجه۔ وعن عائشة قالت: **الاماظهرمنها**، القُلب والفَتخَةوهی خاتم۔ اصبع الرِّجل۔ وعن عبدالله: الزينةزينتان زينة باطنة، لايراها الاالزوج، فأماالزينةالظاهرة فالثياب، والباطنة[هی] الأكليل والسِوار والخَاتم۔ فان كان التأويل ماروی عن ابن مسعود حيث خصّ من الثياب وغيره ففيه دلالةأن لايحل النظرالىٰ وجه امرأةأجنبية۔ وان كان ماقال ابن عباس ففيه دلالةحل النظرالیٰ وجه المرأةلابشهوة۔ وان كان ماقالت عائشةمن القُلب والفَتخَة ففيه دلالةجواز النظرالیٰ الكفين والقدمين، لأنهماظاهرتان باديتان۔ ألايرىٰ أنهمامن الظواهرفی فرض غسل الوضوء، وان كان ذلك ففيه دلالة جواز صلاتها مع ظهور القدم۔

وجائز أن يكون النظرالیٰ وجه المرأةحلالاً اذا لم يكن بشهوة، لكن غضّ البصروترك النظرأوفق وأزكیٰ، كقوله: **يَاأَيُّهَاالنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِالْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ**، أنهن حرائر، **فَلَايُؤْذَيْنَ**، كماتؤذی الاماء۔ والذی يدل أن للمرأة أن لاتُغَطِّيَ وجهها ولاينبغی للرجل أن يتعمّد النظرالیٰ وجه المرأة الاعندالحاجةاليه، قول رسول الله ﷺ لعلی رضی الله عنه: **[انمالك الأولیٰ وليست لك الآخرة۔]** وفی بعضها: الاولیٰ لك والآخرة عليك ۔لأنه كأنه انما يتعمد النظرفی الثانيةلشهوةتحدث فی قلبه۔ واذنُه للذی يريدأن يتزوج امرأةأن ينظراليها يدل علیٰ أن نظرالرجل الیٰ وجه المرأةغيرحرام، لأنه لوكان حرامألم يأذن فيه النبی لأحد۔ ونری والله أعلم أن النظرالیٰ وجه المرأةليس بحرام اذالم يقع فی قلب الرجل من ذلك شهوة، فاذا وَجَدلذلك شهوة ولم يأمن أن يؤدّيه ذلك الیٰ مايُكره

فمحظور علیه أن ینظرالیها، الا أن یرید به معرفتها للنکاح فانه قد رخص فی ذلک۔ روی أن المغیرة أرادأن یتزوج امرأة فقال له رسول اللهﷺ: **[اذهب فانظر الیها فانه أحریٰ أن یؤدم بینکما۔]** وقال فی بعض الأخبار: **[اذا خطب أحدکم المرأة فلا بأس أن ینظرالیها]** اذاکان انما ینظرالیها للخِطبَة، وان کانت لا تعلم۔

فالأحسنُ للشابة والأفضل لها أن تستروجهها ویدیها عن الرجال، لیس أن ذلک حرام ولکن لما یخاف فی ذلک من حدوث الشهوة ووقوع الفتنة بهن۔ فاذا لم یکن للناظر فی ذلک شهوة بأن کان شیخاً کبیراً أو کانت المرأة دمیمة أو عجوزة فانه لایحظر النظرالیٰ وجوه أمثالهن، ولا یُنظرالیٰ ما سویٰ ذلک۔

(تاویلات القرآن، لابی منصور محمد بن محمد الماتریدی السمرقندی، ج۔ ۱۰ ص۔ ۱۳۶۔ ۱۳۸)

جناب ماتریدی کے قول کے مطابق شادی کی نیت سے عورت کے چہرے کو دیکھنا جائز ہے اس جواز سے پتہ چلتا ہے کہ چہرے کا چھپانا واجب نہیں ہے اگر چہرہ کھلا رکھنا حرام ہوتا تو شادی کی نظر سے دیکھنے کے جواز کی کوئی گنجائش نہیں بنتی۔

احناف کی رائے

اگر گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو تو عورت کے لیے چہرہ اور کفین کا چھپانا واجب نہیں ہے

بدن الحرة کلها عورة الّا وجهها و کفیها و قدمیها (کنزالدقائق، صفحہ ۲۸)

ترجمہ: آزاد عورت کا پورا بدن ستر ہے سوائے چہرہ، کفین اور قدمین کے۔

بدن الحرة کلها عورة الّا وجهها و کفیها (هدایہ ۱، ۲۵۸)

ترجمہ: آزاد عورت کا پورا بدن ستر ہے سوائے چہرہ، کفین۔

فلایحل النظر للاجنبی من الاجنبیة الحرة الی سائر بدنها الّا الوجه والکفّین (بدائع الصنائع: ۵، ۱۲۱)

ترجمہ: اجنبی مرد کے لیے جائز نہیں کہ وہ اجنبی آزاد عورت کے جسم کی طرف دیکھے سوائے چہرہ اور کفین کے۔

کسی خارجی عامل کی عدم موجودگی میں جیسے فتنے میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو تو عورت کے لیے احناف کے نزدیک بھی چہرہ اور ہاتھوں کو چھپانا واجب نہیں ہے۔

منابع و مصادر

قرآن مجید

اصول کافی

وسائل الشیعہ

سنن ابی داود

فلسفہ حجاب شہید مطہری

تفسیر نمونہ

تفسیر کشاف

تفسیر مجمع البیان

تفسیر صافی

تاویلات القرآن